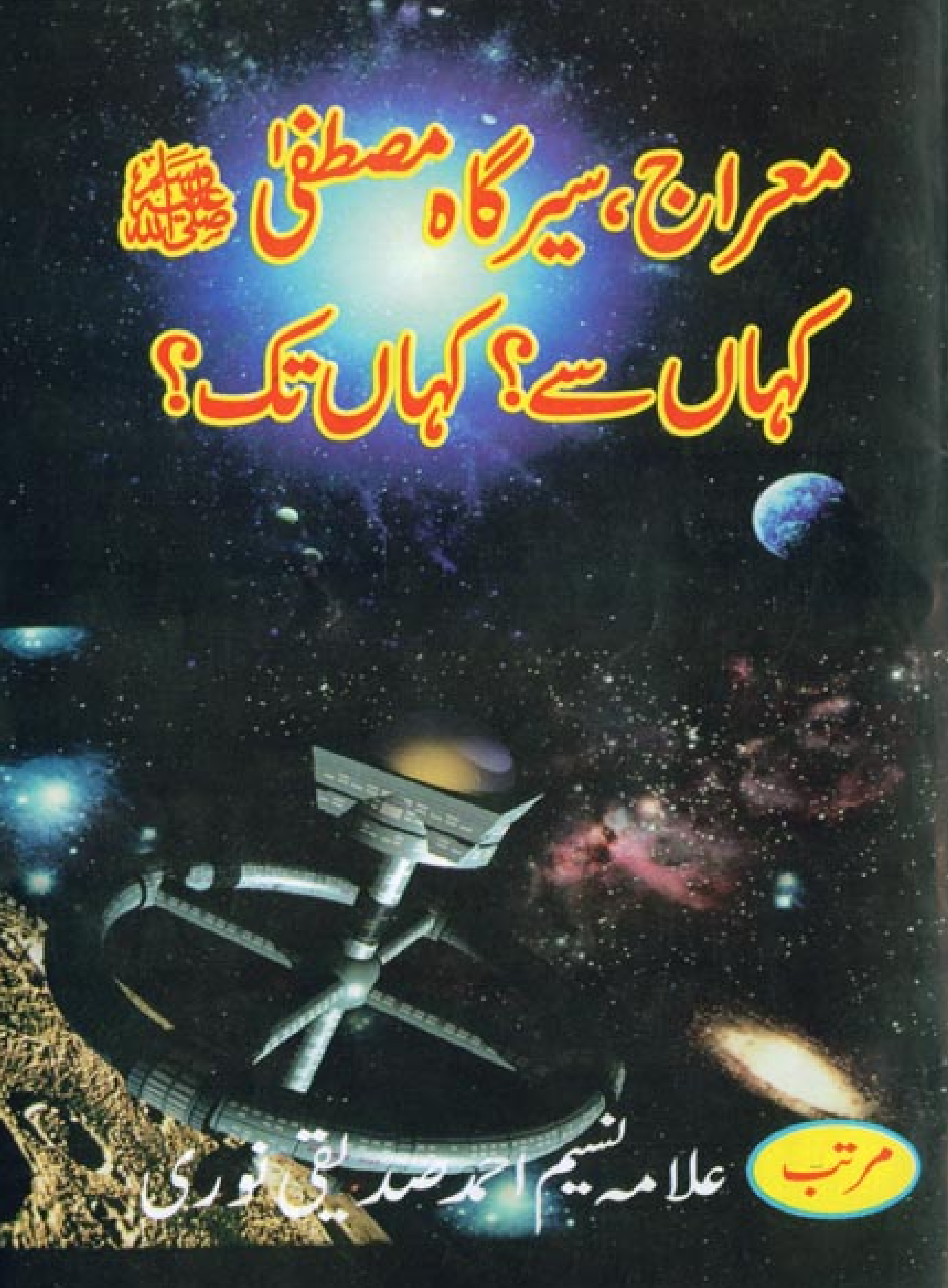


ناشر
انجمن ضیاءِ طیبہ

نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِینُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ﴾ (۱)

(ترجمہ)''پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی ہم نے اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے''۔(۲)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سفر معراج کا ذکر قرآن مجید کی متعدد آیات میں مفصلاً، مجملاً، کنایۃً اور اشارۃً ملتا ہے۔ متذکرہ آیت مقدسہ کے علاوہ پارہ نمبر ۲۷، سورۃ النجم کی ابتدائی آیات ایک تا اٹھارہ مسلسل مضامین معراج کا ہی بیان کرتی ہیں۔

واقعہ معراج سے متعلق ملّت اسلامیہ کا عقیدہ:۔

معراج شریف، آقائے دوجہاں، سرور مرسلاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عظیم معجزہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ظاہری حیات طیبہ کے پہلے حصہ یعنی قیام مکۃ المکرمہ میں ہجرت سے قبل، اعلان نبوت فرمانے کے بارہویں سال، حالت بیداری میں، مسجد حرام شریف سے بیت المقدس تک، پھر مسجد اقصیٰ سے فضائی وخلائی کرّوں کو طے کرکے ساتوں آسمانوں تک پھر ساتویں آسمان سے سدرۃ المنتہیٰ تک،

پھر حجابات عظمت سے گزر کر عرش معلیٰ تک پھر لامکاں تک جہاں نہ مشرق ہے نہ مغرب ہے نہ شمال ہے نہ جنوب ہے نہ کوئی پستی ہے نہ کوئی بلندی ہے جس کا کوئی حدود اربعہ نہیں، وہاں نہ مکان نہ زمان ہے۔ بس اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ کے جمال الوہیت، جلال قدوسیت اور حسن ربوبیت کی خاص جلوہ گاہ ہے وہاں جا کر سر کی آنکھوں سے آیات کبریا کو بھی ملاحظہ فرمایا اور ذات کبریا عزوجل کے دیدار سے بھی مشرف ہوئے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان ملت اسلامیہ کے اس اہم عقیدہ کی عکاسی یوں فرماتے ہیں۔

وہی لا مکاں کے مکیں ہوئے سر عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہے جسکے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں
(۳)

معراج جسمانی:۔

غزالی زماں حضرت سید احمد سعید شاہ کاظمی قدس سرہٗ لکھتے ہیں:۔

''حضور نبی اکرم نور مجسم سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اخص خصائص اور اشرف فضائل وکمالات اور روشن ترین معجزات وکرامات سے یہ امر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فضیلت اسراء ومعراج سے وہ خصوصیت وشرافت عطا فرمائی جس کے ساتھ کسی نبی اور رسول کو مشرف ومکرم نہیں فرمایا اور جہاں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچایا کسی کو وہاں تک پہنچنے کا شرف نہیں بخشا اور اللہ تعالیٰ نے اس عظیم وجلیل واقعہ کے بیان کو لفظ ''سبحان'' سے شروع فرمایا جس کا مفاد اللہ کی تنزیہ اور ذات باری کا ہر عیب ونقص سے پاک ہونا ہے۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ واقعات

معراج جسمانی کی بناپر منکرین کی طرف جس قدر اعتراضات ہو سکتے تھے ان سب کا جواب ہو جائے۔ مثلاً حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اقدس کے ساتھ بیت المقدس یا آسمانوں پر تشریف لے جانا اور وہاں سے ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی کی منزل تک پہنچ کر تھوڑی دیر میں واپس تشریف لے آنا منکرین کے نزدیک ناممکن اور محال تھا۔ اللہ تعالیٰ نے لفظ سبحان فرما کر یہ ظاہر فرمایا کہ یہ تمام کام میرے لئے ناممکن اور محال ہو ں تو یہ میری عاجزی اور کمزوری ہوگی اور عجز وضعف عیب ہے اور میں عیب سے پاک ہوں اسی حکمت کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ''اسریٰ'' فرمایا جسکا فاعل اللہ تعالیٰ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جانے والا نہیں فرمایا، بلکہ اپنی ذات کو لے جانے والا فرمایا جس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لفظ ''سبحان'' فرما کر معراج جسمانی پر ہر اعتراض کا جواب دیا ہے اور اس سے معلوم ہوا، آیت اسریٰ کا پہلا لفظ ہی معراج جسمانی کی روشن دلیل ہے۔(۴)

محقق محوحیرت ہیں:۔

سفر معراج، تاریخ انسانی کا سب سے زیادہ نادر، محیر العقول اور تعجب انگیز واقعہ ہے، مادی کائنات اور غیر مادی کائنات، اٹھارہ ہزار عالم یا چالیس ہزار عالم کی سیر، شب کے اتنے مختصر حصہ میں اور بیداری کے عالم میں کرائی گئی کہ جب رسول اکرم، نبی محتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب معراج واپس تشریف فرما ہوئے، تو کاشانہ اقدس کے دروازے کی کنڈی ہل رہی تھی، بستر مبارک میں آپ کے بدن اقدس کی حرارت موجود تھی اور آپ کے وضو کا پانی بہہ رہا تھا۔ عقل انسانی یہ کبھی تسلیم نہیں کر سکتی کہ عالم ملکوت کی سیر کر کے اتنی جلدی واپس تشریف لے آئے۔ لیکن یہ مقام غور وفکر

ہے کہ تمام صحابہ کرام واہلبیت عظام، حضرات مفسرین ومحدثین، فقہاء واولیاء کاملین، جملہ اکابرین واصاغرین کے نزدیک یہ امر مسلمہ ہے کہ یہ واقعہ بیداری کے عالم میں ہوا (خواب میں نہیں) اور یہ معجزہ ہے۔ معجزہ کہتے ہی اسے ہیں کہ جس کے وقوع پر قوت وتوانائی عاجز ہو جائے۔ اکثر علماء ومحدثین ومفسرین نے اپنی تالیفات میں اس معجزہ کی عظمت پر اس انداز میں بھی تبصرہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ وجل شانہ نے اپنے محبوب کو بلانے کے موقع پر ان کے شایان شان (پروٹوکول) یہ اہتمام فرمایا کہ نظام کائنات میں اللہ کے حکم سے تصرف کرنے والے فرشتوں کو مختلف امور کی انجام دہی سے روک دیا۔ وقت کی گردش رک گئی، ہوا ساکت کردی گئی، اللہ فرما رہا ہے:

"اے جبریل! آج رات گوشۂ اطاعت وبندگی چھوڑ دے، اپنے اوراد و تسبیحات وتہلیل کو ترک کر دے، طاؤسی پر اور پاکیزہ مرصع ومنور پروں کو جنت الفردوس کے لباس اور زیور سے آراستہ کر اور میرے حبیب کی خدمت کے لیے تیار ہو جا، کلاہ فرمانبرداری سر پر رکھ لے، میکائیل سے کہو کہ رزق کا پیمانہ ہاتھ سے علیحدہ کر دے، اسرافیل سے کہو کہ صور کو کچھ عرصہ کے لیے موقوف کر دے، عزرائیل سے کہو کہ کچھ دیر کے لیے روحوں کو قبض کرنے سے ہاتھ اٹھا لے۔ فراشان نور وضیاء سے کہہ دو کہ آسمانوں کے طبقات کو نور کے جھاڑو اور بہشت وسر در کے جاروب سے صاف کریں، صدق وصفا کے نقارچیوں سے کہہ دو کہ جود وعطاء کے نقارے کو دار بقا کے اطراف و اکناف میں بجائیں۔ رضوان سے کہہ دو کہ بہشت بریں کی درجہ بندی کرے مالک داروغۂ جہنم سے کہہ دو کہ منازل دوزخ کو حلم وتسکین کے قفل لگا دے۔ سمندر موجزن ہونے سے باز رہیں، ہوائیں طوفان نہ اٹھائیں، افلاک سیر وسلوک سے آرام کریں،

خلد بریں کی حوریں آراستہ ہوں اور محلات جنت کی چھتوں پر صف بستہ کھڑی ہوں، حاملان عرش فلک اطلس کو مقدس لباس پہنائیں، کرسی کے سر پر تاج قدسی رکھیں، مشرق تا مغرب تمام قبور سے عذاب اٹھا دیا جائے، تمام دنیا کو عطر محبت اور بخور مؤدت سے معطر و معنبر کر دیا جائے۔"(۵)

چلے جب عرش کی جانب محمد ﷺ
تو ساکت ہوگئی تھی زندگی تک

نہ تھی دریا کی موجوں میں روانی
تھا ساکت ہر سمندر ہر ندی تک

زمیں نے چھوڑ دی تھی اپنی گردش
خلا میں انتظام روشنی تک

رہا کس طرح بستر گرم ان کا
محقق محو حیرت ہیں ابھی تک

عناصر زندگی کے منجمد تھے
شب اسریٰ سے ان کی واپسی تک

نہیں سائنس میں ایسی مثالیں
ازل کے روز سے عہد نبی تک

(۶)

مخلوق میں افضل کون......؟:

قارئین محترم!

انسان اپنے محدود علم کی بنیاد پر مخلوقات و موجودات پر جب غور کرتا ہے تو یہ بات ظاہر ہوتی ہے لاتعداد اور ان گنت مخلوق ہے کائنات میں موجود ہے، نامیاتی، غیر نامیاتی، جاندار اور بے جان سب ہی اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں شامل ہیں، اسی طرح ایسے وجود بھی اللہ کی مخلوق میں شامل ہیں جو ہمیں نظر نہیں آتے نہ محسوس ہوتے ہیں اور بعض نہ محسوس ہوتے ہیں نہ نظر آتے ہیں، یعنی جب قوت ادراک و شعور کے ذریعے بھی سمجھ میں نہیں آتے تو قوت بصارت ان کا احاطہ کیسے کر سکتی ہے؟ فلاسفۂ یونان سے لے کر

آج تک علم تخلیق کائنات (COSMOLOGY) کے ماہرین بھی اقسام مخلوق پر تحقیق کررہے ہیں، اٹھارویں صدی تک سائنسدان غیر محسوس اور غیر مرئی قوتوں کے وجود کا انکار کرتے رہے ہیں۔ پھر بتدریج چند ایک نے یہ تسلیم کیا، اور آج کے سائنس دان بھی یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہیں کہ نادیدہ مخلوق یعنی جنات اور فرشتوں کا وجود واقعی ہے تاہم کھل کر اس کا اظہار یا اعلان نہیں کرتے۔ سائنسی دنیا میں فکر کا یہ انقلاب یا موڑ (TURNING POINT) بعض ماہرین فلکیات، طبیعات و ما بعد الطبیعات (PHYSICS STUDY IN FORM OF HEAVENS, ASTROLOGY, METAPHYSICS) نے اپنی تحقیقات خصوصاً خلائی تحقیقات کے مطالعہ کے دوران ایسے غیر مرئی پیکر محسوس کیے۔ امریکہ کے خلائی تحقیق کے ادارے "ناسا (NASA)" کے ماہرین جو خلائی سفر کر چکے ہیں یا خلائی سفر کا مشاہدہ حساس دوربین کے ذریعے رصدگاہ میں بیٹھ کر کررہے ہیں، وہ بھی بھی اس طرف اشارہ کرتے ہیں کہ خلائی سفر میں "خلانورد" کو غیر انسانی ایسے وجود نظر آتے ہیں جو متحرک و جاندار ہیں متعدد سائنس دانوں نے کہا کہ کائنات کی اساس مادیت پر نہیں ہے، البرٹ آئن اسٹائن، برٹنڈرسل (Bertrand Russel)، ایڈنگٹن (Edengton)، میکس پلانک (Meks Planic)، اور وہائٹ ہیڈ (White Head) نے سائنس اور مذہبی نظریات کو ملانے کی کوشش کی ہے تاکہ سائنس اور مذہب کی تفریق اور دوری ختم کی جائے۔ ان کے نظریات سے انقلاب آیا ہے... کہتے ہیں کہ:

"کائنات کی ساری حقیقت مادہ نہیں بلکہ خدا ہے"۔

مزید کہتے ہیں:۔

"اس کائنات کا خالق ہمارے جزئی وانفرادی، ناقص وفانی ذہن سے بالاتر ہے۔"

ممتاز ماہر طبیعیات برن ہارڈ (Bum Hard) نے اس عنوان پر ایک کتاب "سائنس مذہب کے راستے پر" (Modem Science on the Religion) تحریر کی ہے۔

چاند پر جانے والے خلانورد کا قبول اسلام:

امریکی خلائی تحقیقات کے ادارہ "ناسا (NASA)" کے تربیت یافتہ خلانورد "نیل آرمسٹرانگ (Neil Armstong)، ایڈون بز (Edwin Buzz) اور کولنز (Collins) جولائی 1969ء میں اپالو II (Apolo-II) کے ذریعے چاند پر پہنچے تھے۔ واپسی پر نیل آرمسٹرانگ اپنے مشاہدات بیان کرنا چاہتے تھے، فلوریڈا میں قائم کینیڈی اسپیس سینٹر (Kennedy Space Centre) میں پریس کانفرنس کرنا چاہتے تھے مگر امریکی حکومت نے روک دیا، پھر وہ اپنی تعطیلات گذارنے جب قاہرہ مصر آئے تو یہاں انہوں نے پریس کانفرنس کی اور اسلام قبول کیا، مگر پھر اچانک وہ قاہرہ سے اغوا ہو گئے اور آج تک ان کا پتہ نہیں چلا۔

دین اسلام کی تعلیمات کا سب سے روشن مآخذ قرآن مجید نے سب سے پہلے عالم انسانیت کو یہ بتایا اور مخلوق کی درجہ بندی (Classification) کی۔ قرآن سے معلوم ہوا کہ انسان کے علاوہ جنات بھی ہیں اور فرشتے بھی گرچہ ان کی تخلیقی ماہیت کچھ اور ہے۔ اس کلام کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جملہ مخلوقات میں

فضیلت کا معیار قائم فرمایا ہے، اسی معیار کی بنیاد پر ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ آقائے دو جہاں، سرورِ مرسلاں، شفیع مجرماں، سیاحِ لامکاں، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ الہ وصحبہ وسلم تمام مخلوقات میں افضل واعلیٰ ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا محبِ اول ہے، اگرچہ یہ نظریہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل ہیں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی تعلیمات کے مطابق ہے، لیکن اس کے باوجود عملاً اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے محبوب کو سب سے افضل قرار دینے کے لیے تمام مخلوق پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شبِ معراج میں کمال درجہ فضیلت عطا فرمائی۔

عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر پہلو کو معراج ہوئی:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی متعدد صفات اور جہات ہیں، اور اسی اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے القاب واسماء ہیں، مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم "سید الاولین و الاخرین، امام الانبیاء و المرسلین اور رحمۃ للعالمین" ہیں۔ پچھلے پیراگراف میں بیان کردہ امور اور واقعہ معراج کی روشنی میں پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ و السلام کی چار جہتوں کو ملاحظہ کر رہے ہیں۔

۱۔ صفت بشریت ۲۔ صفت ملکیت

۳۔ صفت نورانیت ۴۔ صفت حقیقت مصطفویہ

ان چاروں جہتوں کو اللہ تعالیٰ نے اوجِ کمال بذریعہ معراج عطا فرمایا۔ اسی لیے معراج شریف کے بھی چار مراحل ہیں اور چار منازل ہیں۔

۱۔ صفت بشریت اور معراج کا پہلا مرحلہ:

آپ کی اس صفت کا تعلق عالم بشریت سے ہے اور عالم بشریت کا تعلق ہماری زمین سے ہے، اسی لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مسجد اقصیٰ میں عالم بشریت کے اعلیٰ ترین وجود اور تمام انسانوں میں سب سے افضل واشرف اور انتخاب کردہ اپنے برگزیدہ بندوں (یعنی جملہ انبیاء ومرسلین کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار) کو جمع فرمایا، جو اپنی امتوں، ملتوں اور اقوام کے سید وسردار تھے۔ یہاں مسجد اقصیٰ میں کوئی مقابلہ نہ تھا، کیونکہ مقابلہ ہوتا تو امامت کے منصب کے لیے قرعہ ڈالا جاتا یا الیکشن کرایا جاتا۔ وہاں تو نامزدگی اللہ تعالیٰ نے طے فرمائی تھی باقی تو سب مطیع وفرمانبردار ووٹرز تھے یہ رائے دہندگان خود اپنی ذات میں سردار ہیں اور سرداروں میں ایک سردار کو منصب امامت تفویض ہوا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وجود مسعود ہی کی برکت سے ان نبیوں و رسولوں کو منصب رسالت ونبوت عطا ہوا تھا۔ سب روحانی طور پر پہلے ہی سے فیض یافتگان میں تھے اب عملاً مقتدیان ہوکر فیوضات وبرکات سے مستفیض ہورہے ہیں۔ سفر معراج کے پہلے مرحلے میں حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بشریت کاملہ ومقدسہ کو معراج عطا ہوئی۔

نماز اقصیٰ میں تھا یہی سر عیاں ہو معنی اول آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے (۷)

۲۔ صفت ملکیت اور معراج کا دوسرا مرحلہ:۔

فرشتوں میں صفت ملکیت ونورانیت دونوں پائی جاتی ہیں لیکن فرشتوں میں

مراتب کی درجہ بندی کے اعتبار سے بعض صرف "ملک" ہیں اور بعض "ملک" اور "نور" دونوں ہیں۔ بعض زمین کی سیاحت کرکے نیکوکاروں اور سعادت مند انسانوں کی مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں بعض کا مقام فضاؤں، خلاؤں اور آسمان اول تک ہے بعض ساتوں آسمانوں اور سدرۃ المنتہیٰ تک رسائی رکھتے ہیں۔ بعض جنات میں بھی صفت ملکیت کا کچھ حصہ پایا جاتا ہے اسی وجہ سے بعض شیاطین (ابلیس اور اس کے چیلے) آسمان اول تک پرواز کرتے ہیں۔ لیکن پرواز کرنے والے تمام اجسام "ملک" نہیں ہو سکتے البتہ "ملک" کا پرتو یا مظہر کہہ سکتے ہیں، ان میں پرند بھی شامل ہیں جو زمین اور فضا دونوں مستقر میں تصرف کرتے ہیں۔ مسجد اقصیٰ سے آسمان اول کے نیچے تک تمام پرواز کرنے والے اجسام اپنی اپنی حدوں تک پرواز کرکے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے اور نیچے رہ گئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آگے تشریف لے گئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مادی کائنات کے اختتام پر سفر معراج کے دوسرے مرحلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری جہت "ملکیت" کو معراج عطا فرمائی۔

ہیں شاہ دو جہاں کے خیالوں سے متفق
سائنس کے علوم میں جتنے اصول ہیں
مریخ، چاند، زہرہ، عطارد، خلا، دھنک
یہ سب میرے حضور کے قدموں کی دھول ہیں (۸)

۳۔ صفت نورانیت اور معراج کا تیسرا مرحلہ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے

سوالوں کے جوابات ارشاد فرماتے ہوئے ایک بار اپنی بشریت کے بارے میں اس طرح فرمایا،

"تمہارے جد اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام بعد میں، مگر میں پہلے نبی تھا"۔(۹)

اور اپنی نورانیت مبارکہ سے متعلق ارشاد فرمایا:

"اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا اور پھر میرے نور سے ہر شئے کو پیدا فرمایا اور میں اللہ کے نور سے ہوں"(۱۰)

حضرت جبریل علیہ السلام نے جب اپنی عمر کے تعین کے لیے ایک علامت یعنی ستارہ کا چمکنا اور حجاب میں چلے جانا (جو نہ جانے کب سے ہے؟) کو جتنی مرتبہ مشاہدہ کیا اس سے حضرت جبریل علیہ السلام کی عمر دس ارب آٹھ کروڑ سال (10,08,00,00,000) ظہور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ تک ہوتی ہے اگر متذکرہ بندسوں میں آج تک کا دور یعنی چودہ سو پچاس مزید جمع کریں تو دس ارب آٹھ کروڑ ایک ہزار چار سو پچاس (10,08,00,01,450) سال بنتے ہیں۔(۱۱)

حضرت جبریل علیہ السلام کے کہنے کے بعد صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قسم کے ساتھ بیان فرمایا کہ:

"وہ ستارہ میں تھا"(۱۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ:۔

"کائنات کی ہر چیز سے پہلے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کسی اور کو نہیں صرف تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا کر کے جب تک چاہا اللہ

تعالیٰ نے اپنے قرب میں رکھا پھر اسی سے بتدریج تمام عالم کو پیدا فرمایا"

(۱۳)

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

(۱۴)

کائنات کا افتتاح حضور علیہ السلام ہی کے نور سے ہوا یہ نور نہ ہوتا تو چمن دہر میں نہ مہر و انجم کی ضیاء ہوتی، نہ بہاروں کی نسیم جانفزا، نہ کلیوں کا تبسم، نہ غنچوں کی چٹک، نہ پھولوں کی مہک، نہ ہواؤں کی دل افروزی، نہ بلبل کا ترنم، نہ گل خنداں کی بہار دلکشا، یہ مہکتے گلبن یہ مسرت کے لمحات اور خوشی کی شہنائیاں سب اسی نور پاک کا صدقہ اور وسیلہ ہیں۔ (۱۵)

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نورانیت مبارکہ کا صراحتاً بیان اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قَدْ جَآءَ كُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝ (۱۶)

(ترجمہ) بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

(۱۷)

اس کے علاوہ قرآن مجید (پارہ ۱۰، سورۃ التوبہ آیت نمبر ۳۲)، (پارہ ۱۸، سورۃ نور، آیت ۳۵)، (پارہ ۲۸، سورۃ الصف، آیت نمبر ۸) میں نور سے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد ہیں۔

جید اور معتمد مفسرین کرام کی تفاسیر اس ضمن میں ملاحظہ کیجئے۔ (۱۸)

سفر معراج کے تیسرے مرحلہ میں ساتوں آسمانوں سے گذرنا، ہر آسمان کے فرشتوں کا اپنے اپنے مقام و حدود میں ٹھہرنا، تجاوز نہ کرنا، اس امر کی روشن دلیل ہے کہ سفر معراج کے تیسرے مرحلہ میں پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بشریت پر احوال نورانیہ کا غلبہ ہوا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی نورانیت کاملہ کے ساتھ جلوہ گر ہوئے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام ساتھ ساتھ چلتے رہے پھر جب مقام سدرۃ المنتہیٰ آیا تو ساتھ چلنے والی نورانی مخلوق ایک ایک کر کے رکتی چلی گئی یہاں تک کہ حضرت جبرئیل علیہ الصلوۃ والسلام بھی رک گئے اور عرض کیا، "یارسول اللہ (علیک الصلوۃ والسلام) اگر میں چیونٹی یا انگلی کے پور برابر بھی آگے بڑھا تو میرے پر جل جائیں گے۔ (۱۹)

حضرت جبرئیل علیہ السلام کے قول کی وضاحت میں علماء کے دو گروہ ہیں۔ ایک طبقہ کہتا ہے کہ "اللہ تعالیٰ کی تجلیات سے میرے پر جل جائیں گے"۔ دوسرا طبقہ یوں تشریح کرتا ہے کہ حضرت جبرئیل نے گویا یوں عرض کیا! "یارسول اللہ جب تک آپ اپنی بشریت مقدسہ میں جلوہ گر تھے میں آپ کے ساتھ رہا کہ جامہ بشریت میں ملائکہ کا آجانا ممکن ہے۔ جب آپ صفت ملکیت اور نورانیت میں جلوہ گر ہوئے تو یہ صفات مجھے بھی حاصل ہیں میں آپ کے ساتھ رہا لیکن اب اس مقام سدرۃ المنتہیٰ سے آگے حجابات عظمت سے گذر کر لامکاں کی منزل تک تشریف لے جانے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی محبوبیت وحقیقت میں جلوہ گر ہونے والے ہیں جس کی معرفت مجھے حاصل نہیں لہٰذا اب میں آپ کے ساتھ رہا تو آپ کی حقیقتوں اور عظمتوں کی تجلیات سے میرے پر جل جائیں گے۔ غرض سدرہ پر حضرت جبرئیل کا ٹھہر جانا در

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاجت روا جان کر اپنی حاجت اور تمنا کی قبولیت کے لیے اپنا وسیلہ بناتا، بس اسی منزل پر سفر معراج کا تیسرا مرحلہ مکمل ہوا اور حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کی نورانیت مقدسہ تمام نوری اجسام پر اپنے کمالات کے اثرات مرتب کر گئی بس یہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت مقدسہ کی معراج ہے۔

۴۔ صفت محبوبیت وحقیقت اور اسراء، معراج واعراج کا خلاصہ یا سفر معراج کا چوتھا مرحلہ:۔

سدرۃ المنتہیٰ سے آگے حجابات عظمت باری تعالیٰ، ستر ہزار حجابوں سے گذرنا، ہر حجاب کی موٹائی پانچسو برس کی راہ اور ایک حجاب سے دوسرے حجاب کا فاصلہ بھی پانچ سو برس کی مسافت کے برابر تھا، اللہ تعالیٰ جل جلالہ وجل شانہ وجل مجدہ وعز اسمہ کی صفات مقدسہ کے چار ہزار طبقات سے گذرنا، ہر طبقہ صفت سے گذرتے ہوئے اسی صفت سے متصف ہو جانا، مثلاً "صفت رحیم" یا "صفت کریم" کے طبقات سے گذرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی "رحیم" اور "کریم" ہو گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سبز رنگ کے ایسے تخت پر سوار ہوئے جس کی روشنی سورج کو ماند کرتی تھی جس کا نام "رف رف" تھا، رف رف کے ذریعے سفر معراج کا چوتھا مرحلہ جہاں تک اللہ نے چاہا طے ہوا، عرش عظیم کے پایہ تک پہنچے، پھر حجابات عرش میں، سونے کے بنے ہوئے ستر ہزار حجابات، پھر چاندی کے ستر ہزار حجابات، پھر مروارید کے ستر ہزار حجابات، پھر زمرد سبز کے ستر ہزار حجابات، پھر یاقوت احمر کے ستر ہزار حجابات، پھر نور کے ستر ہزار حجابات، پھر ظلمت کے ستر ہزار حجابات، پھر پانی کے ستر ہزار حجابات، پھر خاک کے ستر

ہزار حجابات، پھر آگ کے ستر ہزار حجابات، پھر ہوا کے ستر ہزار حجابات، ہر حجاب کی موٹائی ایک ہزار برس کی راہ تھی۔ اب عرش کی وسعت جس کا کوئی اندازہ نہیں اسے طے کر کے حاملین عرش (عرش اٹھانے والے) کو سلام کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے۔ ساق عرش سے گذر کر عرش پر قدم رنجہ فرمایا، عرش و کرسی بھی پیچھے رہ گئے، جب اللہ تعالیٰ کے حسن و جمال کی خاص جلوہ گاہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر تھے، وہاں کسی کا گذر ہی نہیں کہ وہ لامکاں ہے، مکان و زماں سے ماوراء مقام ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو مزید اپنے قریب آنے کے لیے فرما رہا ہے۔ "اُدْنُ یَا مُحَمَّدُ .... اُدْنُ یَا اَحْمَدُ .... اُدْنُ یَا خَیْرَ الْبَرِیَّۃِ .... اُدْنُ مِنِّیْ .... اُدْنُ مِنِّیْ .... اُدْنُ مِنِّیْ .... (قریب آؤ محمد .... قریب آؤ احمد .... قریب آؤ سب نیکوں کاروں میں نیکو کار، سب سے اچھے قریب آؤ .... میرے قریب آؤ .... میرے قریب آؤ .... میرے قریب آؤ .... مجھ سے قریب ہو جاؤ۔ (۲۰)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی ○ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ○ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی ○ (۲۱)

(ترجمہ) پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اُتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔ (۲۲)

یہی محبوبیت ہی حقیقت مصطفویہ کی وہ جھلک ہے کہ جس کے محامد و محاسن بیان کرنے کے لیے نہ الفاظ ہیں نہ قرینہ و ضابطہ۔ اس لیے کہ رفعتوں کی ان منزلوں کا

مشاہدہ کرنے والا کوئی تیسرا نہیں تھا، بس محب (عزوجل) اور محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سوا کوئی نہیں۔ مشاہدہ تو دیکھنے سے مشروط ہے لیکن دیکھے بغیر سماعت کو کام میں لایا جا سکتا ہے مگر کوئی نہ دیکھنے والا اور نہ کان لگا کر سننے والا۔

سراغ این و متی کہاں تھا، نشان کیف الی کہاں تھا
نہ کوئی راہی نہ کوئی ساتھی، نہ سنگ منزل نہ مرحلے تھے

ادھر سے پیہم تقاضے آنا، ادھر تھا مشکل قدم بڑھانا
جلال ہیبت کا سامنا تھا، جمال و رحمت ابھارتے تھے

بڑھے تو لیکن جھجکتے ڈرتے، حیا سے جھکتے ادب سے رکتے
جو قرب ان کی روش پر رکھتے تو لاکھوں منزل کے فاصلے تھے

پر ان کا بڑھنا تو نام کو تھا، حقیقۃً فعل تھا اُدھر کا
تنزلوں میں ترقی افزاء دنیٰ تدلی کے سلسلے تھے

اُٹھے جو قصر دنیٰ کے پردے، کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ بھی نہ تھے ارے تھے

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

گمان امکاں کے جھوٹے نقطو تم اول آخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے

(۲۳)

اللہ تعالیٰ کی ذات کا دیدار کرنا، ہم کلام ہونا، امت کی بخشش کے سوال کا جواب پانا، یہی سفر معراج کے چوتھے مرحلہ میں آقائے دو جہاں محبوب رب دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت وحقیقت ومظہریت کی معراج واعراج ہے۔

قارئین محترم!

نہایت اختصار سے چند نکات نذر مطالعہ کیے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرگاہ کی وسعتوں کا تفصیلی مطالعہ کریں تو کچھ ادراک ہوتا ہے کہ "سیرگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، کہاں سے؟ کہاں تک؟" کا مفہوم ومطلب کیا ہے؟ اور طول وعرض کیا ہے؟

کائنات کی وسعتیں اور قوت رفتار:

ارتقاء پذیر اس کائنات کے طول وعرض کی پیمائش کرتے کرتے جب آلات پیمائش اور ہندسے تھک جاتے ہیں تو پھر پیمانے بدل جاتے ہیں۔ ظاہر ہے جب ہمارے علم کے مطابق ہمارے اپنے بنائے ہوئے اعداد کی قوتیں ختم ہو جاتی ہیں تو پھر متبادل طریقے اپنائے جاتے ہیں۔ واقعہ سفر معراج میں رفتار یا قوت پرواز اور کائنات کی وسعت باہم مشروط ہے اور گفتگو کی بنیاد ہے۔ سب سے پہلے ہم اپنے پڑھنے والوں کو یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ مختلف رفتار سے متحرک جسم اپنے ہدف کے مطابق فاصلہ طے کرتا ہے جس میں وقت بھی ایک اہم عنصر ہے۔

رفتار + وقت = (حاصل منزل) یعنی طے کردہ فاصلہ

تیز رفتاری کا اب تک جو ریکارڈ ہے وہ خلائی سفر کے لیے استعمال ہونے والے راکٹوں کی اسپیڈ ہے۔ اسی طرح بندوق کی گولی بہت تیز رفتاری سے اپنے ہدف کی طرف

سفر کرتی ہے۔ اب میزائل کی رفتار بھی شمار کی جائے تو اس کا سفر بھی بہت تیز ہوتا ہے۔

امریکی خلائی تحقیقات کے ادارے (NASA) ناسا یعنی NATIONAL AERONAUTIC SPACE AGENCY نے ستمبر 1977ء کو ایک راکٹ سات ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے سیارہ نیپچون (NAPTUNE) کی طرف بھیجا تھا اپنے ہدف کے قریب پہنچنے میں راکٹ کو بارہ سال سفر کرنا پڑا۔ یکم ستمبر 1989ء بروز جمعہ صبح (پی ٹی وی) نشریات میں یہ خبر مع تصاویر ٹیلی کاسٹ ہوئی۔ اس راکٹ نے سات ہزار میل فی گھنٹہ کے حساب سے بارہ سال میں زمین سے نیپچون کا فاصلہ تہتر کروڑ اٹھاون لاکھ چالیس ہزار (73,58,40,000) میل طے کیا۔ سائنسدانوں کے مطابق روشنی یعنی نور کی رفتار سب سے تیز ہے۔ روشنی ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل یا تین لاکھ کلومیٹر کا فاصلہ ایک سیکنڈ میں طے کرتی ہے۔ ایک منٹ میں ایک کروڑ گیارہ لاکھ ساٹھ ہزار میل۔ ایک گھنٹہ میں چھیاسٹھ کروڑ چھیانوے لاکھ میل۔ ایک دن رات یعنی چوبیس گھنٹے میں سولہ ارب ساٹھ کروڑ چالیس ہزار میل اور ایک سال میں اٹھاون کھرب پینسٹھ ارب انہتر کروڑ ساٹھ لاکھ میل کا فاصلہ طے کرتی ہے۔ اس فاصلہ کو "ایک نوری سال" کہا جاتا ہے۔ کہکشاؤں پر غور و فکر کرنے کے لیے یہی نوری سال کا پیمانہ استعمال ہوتا ہے جس سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ کم لفظوں اور ہندسوں میں بعید مسافتوں کا پتہ چل جاتا ہے۔

ہمارے نظام ارضی اور نظام شمسی جسے سولر سسٹم (SOLAR SYSTEM) کہتے ہیں۔ یہ تو کہکشاؤں کی وسعت میں محض رائی کے دانہ کے برابر حیثیت رکھتی ہے۔ ہم پہلے اپنے نظام ارضی و شمسی کی وسعت کو دیکھتے ہیں۔

SOLAR SYSTEM

نام سیارگان	سورج سے فاصلہ	(DIAMETER قطر)
1۔ عطارد MERCURY	تین کروڑ ساٹھ لاکھ میل یا پانچ کروڑ اسی لاکھ کلومیٹر	تین ہزار دس میل یا چار ہزار آٹھ سو اسی کلومیٹر
2۔ زہرہ VENUS	چھ کروڑ بہتر لاکھ میل یا دس کروڑ بیاسی لاکھ کلومیٹر	سات ہزار چھ سو دس میل یا بارہ ہزار ایک سو چار کلومیٹر
3۔ زمین EARTH	نو کروڑ تیس لاکھ میل یا چودہ کروڑ اٹھاسی لاکھ کلومیٹر	پچیس ہزار میل یا چالیس ہزار کلومیٹر
4۔ مریخ MARS	چودہ کروڑ پندرہ لاکھ چالیس ہزار میل یا بائیس کروڑ چونسٹھ لاکھ چونسٹھ ہزار کلومیٹر	چار ہزار ایک سو پچاس کلومیٹر یا چھ ہزار سات سو ستاسی میل

5۔مشتری JUPITER	اٹھاسی کروڑ تینتیس لاکھ میل یا ایک ارب اکتالیس کروڑ بتیس لاکھ اسی ہزار کلومیٹر	چھیاسی ہزار سات سو میل یا ایک لاکھ بیالیس ہزار آٹھ سو کلومیٹر
6۔زحل SATURN	اٹھاسی کروڑ اکسٹھ لاکھ میل یا ایک ارب اکتالیس کروڑ ستتر لاکھ ساٹھ ہزار کلومیٹر	چھہتر ہزار پانچ سو میل یا ایک لاکھ بیس ہزار کلومیٹر
7۔یورینس URANAS	ایک ارب اکہتر کروڑ ستائیس لاکھ میل یا دو ارب چھیاسی کروڑ تراسی لاکھ کلومیٹر	بتیس ہزار ایک سو چھیاسی میل یا اکیاون ہزار آٹھ سو کلومیٹر
8۔نیپچون NAPTUNE	دو ارب اسی کروڑ میل یا چار ارب پچاسی کروڑ کلومیٹر	ستائیس ہزار ایک سو میل یا انچاس ہزار پانچ سو میل
9۔پلوٹو PLUTO	تین ارب سرسٹھ کروڑ میل یا پانچ ارب ستاسی کروڑ کلومیٹر	تین ہزار سات سو میل یا چھ ہزار کلومیٹر

ہماری زمین سے قریب ترین سیارہ "چاند" ہے جس کا فاصلہ زمین سے تین لاکھ پچاسی ہزار کلومیٹر یا دو لاکھ اڑتالیس ہزار دو سو تئیس میل ہے۔ جب کہ اس کا قطر تین ہزار چار سو اسی کلومیٹر یا دو ہزار ایک سو باسٹھ میل ہے۔

واضح ہو کہ سورج کے بعد زمین کے قریب ترین ستارہ "قنطورس" ہے جس کا زمین سے فاصلہ چار نیل اور چار کھرب کلومیٹر ہے اس طرح "قنطورس" کا فاصلہ زمین سے سورج کی نسبت قریباً دو لاکھ اسی ہزار گنا زیادہ ہے یہ بہت دور ہونے کی وجہ سے روشنی کا ایک نقطہ نظر آتا ہے، اسی طرح بے شمار ستارے اپنی دوری کی وجہ سے بہت چھوٹے نظر آتے ہیں اور بعض تو نظر آتے ہی نہیں۔ اس "قنطورس" کا فاصلہ "پلوٹو" کے مداری قطر سے تین ہزار گنا زیادہ ہے، "پلوٹو" خلاء (ہمارے نظام ارضی و شمسی کی پہلی خلاء) کا بعید ترین ستارہ ہے پلوٹو سورج سے تین ارب چھیاسٹھ لاکھ میل دور ہے اس کی رفتار پانچ ہزار چار سو میل فی گھنٹہ ہے اور سورج کے گرد ایک چکر قریباً ۲۴۸ سال میں مکمل کرتا ہے۔ صرف قلب عقرب (ANTERES) ہمارے نظام شمسی سے ۷۰۰ نوری سال دور ہے یہ ہمارے سورج سے چار ہزار گنا روشن ہے، اس کا قطر چالیس کروڑ میل ہے اور اس کے پیٹ میں سورج سے مریخ تک کا علاقہ سما سکتا ہے۔

قارئین کرام!

یہ سب ستارے اور سیارے کہکشاں اور برجوں میں بنے ہوئے ہیں۔ ان ستاروں میں بیشتر سیارے سورج سے لاکھوں گنا بڑے ہیں اور ان میں کئی ستارے اتنے بڑے ہیں کہ ہمارے نظام شمسی کا آدھا حصہ ان میں سما سکتا ہے، ان کی جسامت

اور دوری کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے اور جس کائنات میں یہ موجود ہیں اس کی وسعت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

کہکشاں (GALAXY):۔

اس کائنات کے اوپر کئی اور کائناتیں موجود ہیں جسے کہکشاں کہتے ہیں ان میں سے جو کہکشاں ہماری زمین سے قریب ترین ہے۔ رات کو آسمان کے بیچ میں بادل کی سڑک نظر آتی ہے یہ بھی بہت بڑے سیاروں اور ستاروں کا مجموعہ ہے جو بہت دور ہونے کی وجہ سے ہمیں بادل سا نظر آتا ہے اس کہکشاں کی موٹائی قریباً دس ہزار نوری سال ہے یعنی:

$$10,000 \times 58,65,69,60,99,000 =$$

اور قطر ایک لاکھ نوری سال یعنی :

$$100,000 \times 58,65,69,60,99,000 =$$

اس پہلی کہکشاں کے اندر ہم خود اور ہمارا سورج بھی موجود ہے۔ ہم سورج کے ساتھ مرکز سے (یعنی کہکشاں کے مرکز سے) تیس ہزار نوری سال دور ایک کنارے کی طرف ہیں۔

اس عظیم کائنات میں ایسی لاکھوں یا کروڑوں کہکشائیں موجود ہیں جن کا آپس کا فاصلہ عموماً لاکھوں نوری سال ہوتا ہے ایک کہکشاں میں کئی ارب یا کھرب ستارے موجود ہیں جو کہکشاں ہم سے جتنی دور ہے اتنی چھوٹی نظر آتی ہے۔

سدیم:

بات کہکشاؤں پر ہی ختم نہیں بلکہ ان کہکشاؤں کے آگے اور بھی عظیم کائنات ہے جسے "سدیم" کہتے ہیں، یہ پتلے بخارات (گیس) کا نام نہیں بلکہ ستاروں کے وسیع جھمگھٹے ہیں جو بُعد مسافت کی وجہ سے بخارات معلوم ہوتے ہیں۔ یہ "سدیم" دو چار نہیں بلکہ لاکھوں، کروڑوں کی تعداد میں ہیں دراصل یہ بھی ستاروں کی آزاد بستیاں ہیں جو ہمارے نظام کواکب کی بیرونی حدود سے بہت پرے ہیں سورج سے قریب ترین سدیم کا بُعد دس لاکھ نوری سال سے کم نہیں اور بعید ترین سدیم تقریباً ایک سو پچاس ملین (پندرہ کروڑ) نوری سال کی مسافت پر واقع ہے۔ (۲۴)

امریکہ کی ریاست کیلیفورنیا کی رصدگاہ (Mount Wilson) (Palomar) میں نصب دو سو انچ کی دوربین سے تقریباً ایک ارب کہکشائیں (Galaxies) بیک وقت دیکھی جا سکتی ہیں۔

بلیک ہولز (Black Holes):۔

متذکرہ کہکشاؤں کے درمیان میں بلیک ہولز نظر آتے ہیں۔ ایک حدیث شریف سے بھی خلاء میں موجود تاریکی کے گڑھے و پردے کی تائید ہوتی ہے۔ (۲۵) یہ بلیک ہولز سورج سے کئی گنا بڑے مگر مکمل تاریکی میں ڈوبے ہوتے ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے ماہر طبیعات اسٹیفن ہاکنگ (Stephen Hawking) کی کتاب (The Theory of Big Bang) کا مطالعہ کریں یا ان کے لیکچرز کی آڈیو/ویڈیو سی ڈی سے بھی تفصیلات معلوم ہو سکتی ہیں۔

سورج کے تین سو ساٹھ برج مشرق کے ہیں اور تین سو ساٹھ برج مغرب کے ہیں:۔

ارشاد خداوندی ﴿رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ﴾ کی تفسیر میں حضرت سعید بن عبدالرحمٰن ابزی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ گرمی میں دو مشرق ہیں اور سردی میں دو مغرب ہیں ان میں تین سو ساٹھ (۳۶۰) مرتبہ سورج تین سو ساٹھ (۳۶۰) برجوں میں چلتا ہے، ہر برج کا ایک مطلع ہے۔ دونوں میں کبھی بھی ایک جگہ سے سورج طلوع نہیں ہوا، مغرب میں بھی تین سو ساٹھ (۳۶۰) برج ہیں۔ دونوں میں سورج کبھی بھی ایک برج میں غروب نہیں ہوتا۔ (۲۶)

سورج چاند کے دن گنے جا چکے ہیں:۔

﴿وَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ حُسْبَانًا﴾ الانعام/۹۶

(ترجمہ) سورج اور چاند کو حساب سے رکھا ہے۔

اس کی تفسیر میں حضرت ربیع فرماتے ہیں کہ سورج اور چاند حساب سے چلتے ہیں جب ان کے دن ختم ہو جائیں گے تو یہ زمانہ کا اخیر ہوگا اور یہیں سے "فزع اکبر۔ (بڑی گھبراہٹ) شروع ہوگی۔ (۲۷)

آسمانوں کے حالات (پہلا آسمان کیا ہے؟):۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک صاحب نے عرض کیا:" یا رسول اللہ! یہ آسمان کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (ھذا موج

مکفوف) ترجمہ: یہ ایک تھمی ہوئی موج ہے۔﴿الحدیث﴾ (۲۸)

حضرت ایاس بن معاویہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ آسمان زمین پر قبہ کی شکل ہے جس نے (زمین کو تمام اطراف سے) قبہ کی شکل میں محیط کر رکھا ہے۔ (۲۹)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آسمان دودھ سے بھی زیادہ سفید رنگ کا ہے۔ (۳۰)

حضرت ابوصالح حنفی علیہ الرحمہ ﴿وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُکِ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ آسمان تخلیق کے اعتبار سے انتہائی مضبوط ہے۔ (۳۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ﴿وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُکِ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ آسمان خوب پر رونق اور حسین ہے اس کی تعمیر تہہ بہ تہہ برف کی ہے۔ (۳۲)

حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ مذکورہ آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ آسمان خوبصورت تخلیق والا ہے ستاروں سے اسے زینت و جمال بخشا گیا ہے۔ (۳۳)

آسمان ایک دوسرے سے اوپر نیچے ہیں:

﴿خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا﴾ ترجمہ (سات آسمان اوپر تلے پیدا کیے)

اس آیت کی تفسیر میں حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ بعض بعض کے اوپر ہیں ہر آسمان کے درمیان ایک مخلوق بھی ہے اور اس کے لیے احکام الٰہی بھی۔ (۳۴)

حضرت مجاہد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان کی تعمیر بغیر ستون

کے فرمائی۔(۳۵)

سات آسمان کس چیز کے ہیں:

حضرت ربیع بن انس علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ پہلا آسمان تھمی ہوئی موج ہے دوسرا چٹان کا ہے تیسرا لوہے کا ہے چوتھا تانبے کا ہے پانچواں چاندی کا ہے چھٹا سونے کا ہے اور ساتواں یاقوت کا۔(۳۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، ابر چھایا ہوا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جانتے ہو؟ اللہ عزوجل اس بدلی کو ایسے شہر والوں کی طرف چلا کر لے جا رہا ہے جو نہ تو اس کی عبادت کرتے ہیں اور نہ اس کا شکر بجالاتے ہیں تمہیں معلوم ہے کہ اس (بدلی) کے اوپر کیا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول کو خوب علم ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا، اس کے اوپر ایک تھمی ہوئی موج ہے، محفوظ چھت ہے، کیا تمہیں معلوم ہے اس سے اوپر کیا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا اس سے اوپر ایک اور آسمان ہے پھر آپ نے پوچھا کیا تمہیں معلوم ہے کہ ان دونوں آسمانوں کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا ان دونوں کے درمیان پانچ سو سال چلنے کا فاصلہ ہے، حتی کہ آپ نے ساتوں آسمانوں کا ذکر کیا کہ ہر دو آسمانوں کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے پھر ارشاد فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اس سے اوپر کیا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا، اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا اس کے اوپر عرش ہے کیا تم جانتے ہو کہ ان دونوں (آسمان اور عرش) کے

درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا اس کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا دو آسمانوں کے درمیان ہے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح ارشاد فرمایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم جانتے ہو یہ (زمین) کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا ان دو (زمینوں) کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے، پھر ارشاد فرمایا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میرے جان ہے اگر تم میں سے کوئی نچلی زمین تک رسی لٹکائے تو وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچے گی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿هُوَ الْأَوَّلُ وَ الْآخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ (وہی پہلے ہے وہی پیچھے، اور وہی ظاہر ہے اور وہی مخفی ہے اور وہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔ (۳۷)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے سات آسمان مضبوط اور موٹے کیسے بنائے اور کیوں بنائے؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے پہلے آسمان کو پیدا کیا تو اس کو محفوظ چھت بنا دیا اور اس میں شدید پہرہ اور شہاب لگا دیئے، اس میں رہنے والے فرشتے دو دو، تین تین اور چار چار پروں والے ہیں۔ شکلیں بیل کی سی ہیں، تعداد میں ستاروں کے برابر ہیں، ان کا چیا نور اور تسبیح کرنا ہے، لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہنے میں وقفہ نہیں کرتے.........دوسرے آسمان میں رہنے والے فرشتے مقدار میں بارش کے قطرات کے برابر شکل میں عقاب نہ تو وہ اکتاتے ہیں نہ کوتاہی کرتے ہیں اور نہ سوتے ہیں انہیں سے بادل نکلتا ہے، حتیٰ کہ آسمان کے اطراف سے نمودار ہو کر فضائے آسمان میں بکھر جاتا ہے اس کے ساتھ

فرشتے ہوتے ہیں جو اس کو وہیں پر لے جاتے ہیں جہاں کا ان کو حکم ملتا ہے ان کی آوازیں تسبیح ہیں اور ان کی تسبیح خوف دلاتا ہے.......... تیسرے آسمان کے رہنے والے فرشتے ریت کے ذرات کی تعداد میں ہیں، انسانوں کی شکل میں یہ فرشتے ہوا بھرنے کی طرح ہر جوں پر پھونک رہے ہیں رات دن اللہ تبارک وتعالیٰ کی پناہ کی طلب میں رہتے ہیں گویا کہ جس کا ان کو وعدہ دیا گیا اس کو چشم خود دیکھ رہے ہیں .... چوتھے آسمان کے فرشتوں کی تعداد درختوں کے رنگوں کے برابر ہیں، صف بستہ ہیں ان کے کندھے باہم ملے ہوئے ہیں، شکلیں حور عین کی طرح ہیں کوئی رکوع کی حالت میں ہے کوئی سجدہ کی حالت میں ہے، تسبیحات کی وجہ سے ان کے چہرے ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمین تک کے مابین کو روشن کر رہے ہیں (مگر ان روشنیوں کو انسان اور جنات نہیں دیکھ سکتے).......... پانچویں آسمان کے فرشتوں کی تعداد تمام مخلوقات کی تعداد سے دوگنی ہے ان کی صورتیں گدھ کی ہیں ان میں سے کچھ "کرام بررۃ" مکرم نیک ہیں اور کچھ احکام وحی لکھنے والے علماء ہیں جب یہ تکبیر کہتے ہیں تو ان کے (اللہ سے) ڈرنے کی وجہ سے عرش کانپ اٹھتا ہے اور فرشتوں کی چیخ نکل جاتی ہے ان میں سے ہر فرشتہ کا ایک پر آسمان اور زمین کی درمیانی فضا کو پُر کر سکتا ہے.......... چھٹا آسمان اللہ کا غالب آنے والا لشکر ہے اور اس کا سب سے بڑا لشکر ہے اگر اللہ تعالیٰ ان فرشتوں میں سے کسی ایک کو حکم دے دے کہ آسمانوں اور زمین کو اپنے ایک ہی پر سے اکھیڑ دے تو اکھیڑ سکتا ہے یہ نشان زدہ گھوڑوں کی شکل میں ہیں .... ساتویں آسمان میں رہنے والے مقرب فرشتے ہیں جو اعمال کو اعمال ناموں سے اٹھاتے ہیں اور میزان کو جھکاتے ہیں ان فرشتوں کے اوپر عرش کو اٹھانے والے

کروبیون فرشتے ہیں ان فرشتوں میں سے ہر فرشتے کا جوڑ چالیس ہزار سال کی مسافت کے برابر ہے یا فرمایا کہ چالیس سال کی مسافت کے برابر ہے۔بس اللہ رب العالمین کی ذات بابرکت ہے جزا وسزا کا مالک ہے مخلوق کا خالق ہے رب العالمین ہے۔(۳۸)

آسمانوں اور عرش کے درمیانی فاصلے:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پہلے آسمان سے دوسرے تک پانچ سو سال کا فاصلہ ہے اور تیسرے آسمان کا فاصلہ اس کے نیچے والے آسمان سے اوپر والے آسمان سے پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔(اسی طرح سے) ہر آسمان کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے ساتویں آسمان اور کرسی کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے اور عرش پانی پر ہے اور اللہ کی ذات عرش پر ہے اور اس کو معلوم ہے تم کس کس حالت میں ہو۔(۳۹)

عرش کو اٹھانے والے چار فرشتے:

حضرت وہب فرماتے ہیں کہ وہ فرشتے جو عرش کو اٹھا رہے ہیں، ان میں سے ہر ایک فرشتے کے چار منہ ہیں اور چار پر ہیں دو پر ان کے چہرے پر ہیں جو اسے عرش کی طرف دیکھنے سے روکتے ہیں (اگر وہ سب دیکھ لے) تو (ہیبت اور جلال عرش الٰہی سے) چیخ نکل جائے (اور ہوش اڑ جائیں) اور دو پر ایسے ہیں جن سے خود اڑتا ہے ان کے قدم آخری زمین میں ہیں عرش ان کے کندھوں پر ہے ان میں سے ہر ایک کا ایک منہ بیل کا ہے، ایک شیر کا، ایک انسان کا، ایک گدھ کا ان کی کوئی گفتگو نہیں بس یہ کہتے

ہیں قدوس اللہ القوی ملأت عظمتہ السموات و الارض۔(۴۰)

عرش کے نیچے جنت الفردوس ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جنت کے سو درجات ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے راستے میں جہاد کرنے والوں کے لیے تیار کیا ہے (ان میں کے) ہر دو درجوں کے درمیان کا فاصلہ آسمان اور زمین کے درمیانی فاصلے کے برابر ہے، جب تم اللہ تعالیٰ سے (جنت کا) سوال کرو تو اس سے جنت الفردوس کا سوال کیا کرو کیونکہ وہ جنت کا وسط ہے اسی کے اوپر رحمٰن تبارک وتعالیٰ کا عرش ہے اسی سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں۔ ﴿الحدیث﴾ (۴۱)

عرش کتنا اونچا ہے:

حضرت شعبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عرش سرخ یاقوت کا ہے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ نے عرش کی طرف نظر اٹھائی اور اس کی عظمت کی طرف دیکھنے لگا اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف وحی فرمائی کہ میں تجھے ایسے ستر ہزار فرشتوں کی قوت عطا کرتا ہوں جن میں کہ ہر فرشتے کے ستر ہزار پر ہوں اب تو (عرش کی طرف) اُڑ تو وہ فرشتہ اپنی اس قوت اور پروں کے ساتھ اُڑتا رہا جب تک اللہ کو منظور ہوا پھر وہ رک گیا اور دیکھا تو گویا ابھی اُڑا ہی نہیں۔

﴿الحدیث﴾ (۴۲)

عرش کا نور:

حضرت عکرمہ کہتے ہیں کہ سورج کرسی کے نور کا سترواں حصہ ہے اور کرسی نور عرش کا سترواں حصہ ہے اور عرش نور ستر کا سترواں حصہ ہے۔ (۴۳)

عرش کی ہزار زبانیں:

حضرت حسین بن حماد اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کو زمرد احمر سے نور سے پیدا کیا ہے اس کی ہزار زبانیں ہیں اور زمین میں ہزار امتیں پیدا کی ہیں ہر امت (مخلوق) عرش کی زبانوں کے مطابق اپنی زبان سے اللہ کی تسبیح ادا کرتی ہے۔ (۴۴)

کرسی اور عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کے درمیان فاصلے:

حضرت وہب بن منبہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ کرسی کو اٹھانے والے فرشتوں اور عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کے درمیان ستر پردے تاریکی کے ہیں، ستر پردے سردی کے ہیں، ستر پردے برف کے ہیں اور ستر پردے نور کے ہیں۔ (یہ کل ۲۸۰ پردے ہوئے) ان میں سے ہر پردے کی موٹائی پانچ سو سال کی مسافت ہے اور ایک پردہ سے دوسرے پردے تک (بھی) پانچ سو سال کا فاصلہ ہے اگر یہ پردے نہ ہوتے تو کرسی (کو اٹھانے والے) فرشتے عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کے نور سے جل جاتے پس رب سبحانہ وتعالیٰ کے نور کیا کیا حال ہوگا جس کا کسی طرح

سے کوئی وصف بیان نہیں کیا جا سکتا۔ (۴۵)

عرش کی ستر ہزار ٹانگیں:۔

حضرت وہب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا کیا، عرش کی ستر ہزار ٹانگیں ہیں اور ہر ٹانگ آسمان وزمین کی گولائی کی مانند ہے۔ (۴۶)

کروبیون فرشتے:

حضرت وہب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ کروبیون (مقرب فرشتوں کی ایک قسم) ساتویں آسمان پر رہتے ہیں ان کی کثرت کی وجہ سے ان کی تعداد کو سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے اور کوئی نہیں جانتا خوب اونچی آوازوں سے روتے ہیں اگر تمام زمین والے ان میں سے کسی ایک فرشتے کی آواز سن لیں تو سب کے سب مرجائیں ان میں سے کوئی فرشتہ ایسا نہیں جس کی شکل اپنے ساتھی فرشتے کے مشابہ ہو، نہ زبان، نہ آنکھ، نہ کان، نہ ہاتھ، نہ پاؤں، نہ دل، نہ بال، نہ ہڈی، نہ جوڑ، ہر جوڑ اللہ تعالیٰ کی اس طرح سے تسبیح پیش کرتا ہے جو دوسرے جوڑ کی آواز کے مشابہ نہیں ہوتی ان میں سے جو فرشتہ جب سے پیدا ہوا ہے اس نے کبھی بھی اپنے ساتھ والے کو نہیں دیکھا اور نہ اس کے چہرے کو دیکھا ہے اور عمر بھر سے پلک جھپکنے کے برابر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی اور نہ اپنی باقی ماندہ زندگی میں اس کی نافرمانی کرے گا اور نہ ہی انہوں نے اللہ عزوجل کے خوف وخشیت سے اپنے سر اٹھائے ہیں اور جب سے پیدا ہوئے ہیں اور جب سے ان کو زمین میں اللہ کی نافرمانیاں ہونے کا علم ہوا ہے انہوں نے کبھی زمین کی طرف دیکھا ہی نہیں۔ (۴۷)

کرسی کی وسعت:

اللہ تعالیٰ نے کرسی کو پیدا کیا یہ کرسی ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں سے بہت بڑی ہے اور عرش کرسی سے اتنا بڑا ہے جتنا کرسی ہر شئے سے بڑی ہے اور کرسی عرش کے نیچے ایسے ہے جتنا بکریوں کا باڑہ ہوتا ہے، تمام ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں عرش کے نیچے ایسے ہیں جیسے ذرہ کے درمیان میں ہلکا حلقہ ہوتا ہے وسیع وعریض میدان کے مقابلے میں۔ (۴۸)

سدی ابو مالک سے ﴿وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ﴾ کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ جو چٹان ساتویں آسمان کے نیچے ہے اس کے کونوں پر چار فرشتے ہیں ہر فرشتہ کے چار چہرے ہیں ان میں ایک چہرہ انسان کا ہے، ایک شیر کا، ایک بیل کا، ایک گدھ کا، یہ سب اس چٹان کے اطراف پر قائم ہیں انہوں نے آسمانوں اور زمین کو اپنے احاطہ میں رکھا ہے ان کے سر کرسی کے نیچے ہیں اور کرسی عرش کے نیچے ہے۔ (۴۹)

کرسی کی وسعت کا اندازہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ کرسی جو آسمانوں اور زمین سے وسیع ہے عرش کی وسعت کا اندازہ صرف وہی ذات کر سکتی ہے جس نے اس کو پیدا کیا یہ سب آسمان رحمٰن تبارک وتعالیٰ کی مخلوقات میں اس قبہ کی شکل ہیں جو کسی وسیع صحرا میں واقع ہو۔ (۵۰)

اللہ تبارک وتعالیٰ کے حجاب (پردے)

ستر ہزار پردے:۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تبارک وتعالیٰ کے اردگرد نور اور تاریکی کے ستر ہزار پردے ہیں جو کوئی بھی ان پردوں کی آواز سن لے اس کی جان نکل جائے۔ ﴿الحدیث﴾ (۵۱)

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے آس پاس ستر ہزار پردے:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضے میں میری جان ہے روز قیامت اللہ تعالیٰ عزوجل کے آس پاس ستر ہزار پردے ہوں گے کچھ پردے آگ کے ہوں گے کچھ پردے نور کے ہوں گے اور کچھ پردے تاریکی کے ہوں گے۔ (۵۲)

(اللہ تعالیٰ) احاطہ، وصف اور ادراک سے بعید ہے:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَ هُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ﴾ (ترجمہ: آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں وہ آنکھوں کا ادراک کر سکتا ہے) کی تفسیر میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر جن، انسان، شیاطین اور فرشتے جب سے پیدا ہوئے یہاں تک فنا ہو جائیں (یعنی قیامت آ جائے) تمام کے تمام ایک صف میں

کھڑے ہو جائیں تو وہ بھی کبھی اللہ عزوجل کا احاطہ نہ کرسکیں۔(الحدیث)(۵۳)

حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے قریب ہوتے رہے حتی کہ ان کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک ہی حجاب رہ گیا جب انہوں نے اپنے اس مقام کو دیکھا اور قلم کے چلنے کی آواز کو سنا تو اس وقت عرض کیا ﴿رب ارنی انظر الیک﴾ (ترجمہ: اے میرے پروردگار! اپنا دیدار مجھے دکھلا دے، میں ایک نظر دیکھ لوں)(۵۴)

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیدار الٰہی:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اصرار پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یتیم کا حق مارنا کیسا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا! ظلم ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا بلا حجاب دیدار عرب کے در یتیم کا حق ہے۔ جو میرا محبوب ہے اور خاتم المرسلین ہے اگر وہ نہ ہوتا تو اے موسیٰ تم بھی نہ ہوتے، حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ کاش میں ان کی اُمت میں ہوتا تو ان کی زیارت کا شرف پاتا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایک شب میں انہیں معراج پر بلواؤں گا اس وقت تم ان کا دیدار کرنا اور ان کی آنکھوں کی زیارت کر کے میرے جلوے دیکھنا۔(۵۵)

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد اعظم الشاہ احمد رضا خان محدث بریلوی قدس سرہ القوی اپنے شہرۂ آفاق قصیدۂ معراجیہ میں لکھتے ہیں:۔

یہی سماں تھا کہ پیک رحمت، خبر یہ لایا کہ چلیے حضرت
تمہاری خاطر کشادہ ہیں جو کلیم پر بند راستے تھے

قارئین محترم!

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سفر معراج کی وسعتوں کے حوالہ سے

چند ارشادات و نکات ہی لکھنے پر اکتفا کیا ہے، عام طور پر علماء اور واعظین سے اس عنوان پر نہایت محققانہ و عاشقانہ خطابات آپ سنتے ہی رہتے ہیں۔ سفر معراج میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری کے لیے ایک "براق" اور دوسرے "رف رف" کا تذکرہ راویان حدیث معراج نے کیا ہے جو تعداد میں ۳۴ جلیل القدر صحابہ وصحابیات ہیں۔ آخر میں براق کی تیز رفتاری پر چند اشعار نذر قارئین ہیں۔

رسول پاک کی سیرت کی روشنی پا کر
تمام چاند سورج ہمارے جادہ ہیں
جہاز و راکٹ و اسکائی لیب و طیارے
براق سرور عالم سے استفادہ ہیں
اس دور میں ہر آلۂ سائنس کی پرواز
معراج محمد ﷺ سے سند مانگ رہی ہے
پھیلائے ہوئے گوشۂ دامان تجسس
سائنس محمد ﷺ سے مدد مانگ رہی ہے

............نیز............

خدا کی قدرت کہ چاند حق کے کروڑوں منزل میں جلوہ کر کے
ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آ لیے تھے

فقیر اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے تبصرہ اور تنقید برائے اصلاح کا منتظر ہے۔

سگ درگاہ مفتی اعظم

نسیم احمد صدیقی نوری غفرلہ

فون:0333-3448008

(حواشی) معراج ومصادر

۱۔ القرآن الکریم پارہ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل (الاسراء) آیت نمبر ۱

۲۔ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ، کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن

۳۔ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ، حدائق بخشش، حصہ اول، صفحہ ۲۶

۴۔ غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ، معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۵۔ علامہ معین واعظ کاشفی علیہ الرحمہ متوفی ۹۰۷ھ، معارج النبوت

۶۔ خالد عرفان، نعتیہ کلام "الہام"، صفحہ ۳۳

۷۔ امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ، نعتیہ کلام، حدائق بخشش، حصہ اول، صفحہ ۱۵۰

۸۔ خالد عرفان، نعتیہ کلام "الہام"، صفحہ ۳۰

۹۔ امام محمد بن عیسیٰ ترمذی علیہ الرحمہ متوفی ۲۷۹ھ، جامع الترمذی

امام احمد القسطلانی علیہ الرحمہ متوفی ۷ محرم ۹۲۳ھ، المواہب اللدنیہ، جلد اول صفحہ ۸۸

۱۰۔ امام اسماعیل حقی علیہ الرحمہ متوفی ۱۱۳۷ھ، تفسیر روح البیان، جلد دوم، صفحہ ۳۷۰

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ، مدارج النبوت جلد دوم، صفحہ ۲

۱۱ تفصیل کے لیے شیخ الحدیث علامہ منظور احمد فیضی صاحب کی تقریر میلاد جو فقیر نسیم احمد صدیقی غفرلہ نے مرتب کی ہے اور انجمن ضیاء طیبہ نے شائع کی ہے "ضیائے میلاد النبی" صفحہ نمبر ۱۶ کا مطالعہ فرمائیں۔

۱۲۔ امام اسماعیل حقی علیہ الرحمہ متوفی ۱۱۳۷ھ، تفسیر روح البیان، جلد ۳ صفحہ ۵۴۳

امام علی بن برہان الدین الحلبی علیہ الرحمہ متوفی ۱۰۴۴ھ، السیرۃ الحلبیہ، جلد اول صفحہ ۳۹

۱۳۔ امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی علیہ الرحمہ متوفی ۱۵ شوال ۲۱۱ھ، مصنف عبدالرزاق اصل نسخہ افغانستان اور ترکی میں ہے، جبکہ افغانی نسخہ اب الاستاذ الدکتور الشیخ عیسیٰ المانع مدظلہ العالی (سابق وزیر اوقاف حکومت عرب امارات) کے تصرف میں ہے۔ اس نسخہ میں متذکرہ حدیث جابر کے کئی طرق پائے جاتے ہیں نیز حدیث جابر کے علاوہ اسی مضمون کی دیگر احادیث بھی موجود ہیں۔ یہی حدیث شریف المواہب اللدنیہ جلد اول صفحہ ۹ (عربی نسخہ)، المواہب اللدنیہ (اردو ترجمہ) جلد اول صفحہ ۸۴، مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات، صفحہ ۲۶۴، سیرت حلبیہ، جلد اول

صفحہ ۵۰، زرقانی علی المواہب، جلد اول صفحہ ۴۶، مطبوعہ بیروت میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ حضور علیہ السلام کی نورانیت مبارکہ پر قرآن و احادیث سے بکثرت دلائل امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اپنی تالیف "صلوٰۃ الصفا فی نور المصطفیٰ" میں درج کیے ہیں۔

۱۴۔ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ، متوفی ۱۳۴۰ھ، حدائق بخشش

۱۵۔ علامہ مفتی غلام حسن قادری مدظلہ العالی، شان مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، صفحہ ۲۲۶

۱۶۔ القرآن الکریم، پارہ ۶، سورۃ المائدہ، آیت ۱۵

۱۷۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ، کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن

۱۸۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، تفسیر ابن عباس، صفحہ ۲۷

امام المفسرین ابو جعفر محمد بن جریر الطبری علیہ الرحمہ (مجدد قرن ثالث)، متوفی ۳۱۰ھ، تفسیر ابن جریر، جلد ۶، علامہ علاؤ الدین علی بن محمد شافعی الخازن علیہ الرحمہ متوفی ۷۲۵ھ، تفسیر خازن، جلد اول صفحہ ۴۶۷، اسی کے حاشیہ اور اسی صفحہ پر علامہ ابو محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی علیہ الرحمہ (متوفی ۵۱۶ھ) کی تفسیر معالم التنزیل، امام عبداللہ بن احمد نسفی علیہ الرحمہ، تفسیر مدارک التنزیل، جلد اول، صفحہ ۴۷۰، امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ، (مجدد قرن السادس)، تفسیر کبیر جلد ۳، صفحہ ۳۹۵، امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ متوفی ۹۱۱ھ، (مجدد قرن التاسع) تفسیر جلالین، امام اسماعیل حقی علیہ الرحمہ متوفی ۱۱۳۷ھ، تفسیر روح البیان، جلد اول، ص ۵۴۸، علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمہ متوفی ۱۲۷۰ھ، تفسیر روح المعانی، جلد ۶، صفحہ ۸۷، مندرجہ بالا تفاسیر کے مضامین زیر آیت ۱۵، سورۃ مائدہ ملاحظہ کیجئے۔

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے اپنی تفصیلی تفسیر در منثور جلد ۳، صفحہ ۲۳۱ میں پارہ ۱۰، سورۃ توبہ، آیت ۳۲، کے تحت "نور اللہ" سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کو مراد لیا ہے۔

قرآن مجید پارہ ۱۸، سورۃ النور، آیت ۳۵، کی تفسیر کرتے ہوئے قاضی عیاض مالکی اندلسی علیہ الرحمہ (وصال ۵۴۴ھ معاون مجدد قرن السادس)، شفا شریف، جلد اول، صفحہ ۱۰، اور امام خازن علیہ الرحمہ، تفسیر خازن جلد ۳، صفحہ ۳۳۲، پر "مثل نورہ کمشکوۃ" میں نور سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کو مراد لیا ہے، پارہ ۲۸، سورۃ الصف آیت ۸ کی تفسیر میں امام احمد الصاوی المالکی علیہ الرحمہ، صاوی علی الجلالین، جلد ۴ میں "نور اللہ" سے پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کو مراد لیتے ہیں۔

۱۹۔ امام برہان الدین الحلبی علیہ الرحمہ متوفی ۱۰۴۴ھ، سیرت حلبیہ جلد دوم ص ۱۲۹، امام عبدالوہاب الشعرانی علیہ الرحمہ متوفی ۹۷۳ھ، الیواقیت والجواہر، جلد دوم ص ۳۵ اور امام اسماعیل حقی علیہ الرحمہ متوفی ۱۱۳۷ھ روح البیان، جلد ۹، صفحہ ۲۱۷

۲۰۔ علامہ معین واعظ کاشفی الہروی علیہ الرحمہ متوفی ۹۰۷ھ، معارج النبوت جلد ۳، صفحہ ۱۵۳، امام مسلم قشیری علیہ الرحمہ متوفی ۲۴ رجب ۲۶۱ھ، صحیح مسلم جلد اول ص ۹۳، امام محی الدین یحییٰ نووی علیہ الرحمہ متوفی ۲۴ رجب ۶۷۶ھ، شرح مسلم جلد اول صفحہ ۹۳، امام عبدالوہاب الشعرانی علیہ الرحمہ متوفی ۹۷۳ھ، الیواقیت والجواہر، جلد دوم صفحہ ۳۵، امام احمد بن محمد القسطلانی علیہ الرحمہ متوفی ۷ محرم ۹۲۳ھ، المواہب اللدنیہ، جلد دوم، صفحہ ۳۳، امام محمد بن عبدالباقی الزرقانی علیہ الرحمہ متوفی ۱۱۲۲ھ شرح المواہب اللدنیہ، جلد ۶ ص ۱۰۶

۲۱۔ القرآن العظیم، پارہ ۲۷، سورۃ النجم، آیات ۸-۹-۱۰

۲۲۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ، کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن

۲۳ امام احمد رضا علیہ الرحمہ، نعتیہ دیوان، حدائق بخشش، حصہ اول ص ۱۵۲-۱۵۳

۲۴۔ نواب الدین گولڑوی صاحب، سیر محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم، ماہنامہ نور اسلام، لاہور، فروری ۱۹۹۱ء

۲۵۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہم سے روایت، کتاب الاسماء والصفات صفحہ ۵۰۸ اور اللآلی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعہ جلد اول صفحہ ۱۴ پر ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

۲۶۔ امام ابن جریر طبری علیہ الرحمہ، تفسیر طبری، جز ۲۷، صفحہ ۷

۲۷۔ امام ابن جریر طبری علیہ الرحمہ، تفسیر طبری، جز ۷، صفحہ ۱۸۹

۲۸۔ امام جلال الدین السیوطی علیہ الرحمہ، تفسیر در منثور، جلد اول صفحہ ۴۳

۲۹۔ امام جلال الدین السیوطی علیہ الرحمہ، تفسیر در منثور، جلد اول صفحہ ۴۳

امام ابوالشیخ علیہ الرحمہ، کتاب العظمۃ، صفحہ ۵۴۳

۳۰۔ امام ابوالشیخ علیہ الرحمہ، کتاب العظمۃ، صفحہ ۵۴۵

۳۱۔ امام ابوالشیخ علیہ الرحمہ، کتاب العظمۃ، صفحہ ۵۴۶

امام اسماعیل بن کثیر دمشقی علیہ الرحمہ، تفسیر ابن کثیر، جلد ۴، صفحہ ۲۳۱

۳۲۔ امام اسماعیل بن کثیر دمشقی علیہ الرحمہ، تفسیر ابن کثیر، جلد ۴، صفحہ ۲۲۸

۳۳۔ امام اسماعیل بن کثیر دمشقی علیہ الرحمہ، تفسیر ابن کثیر، جلد ۲، صفحہ ۲۳۲

۳۴۔ امام ابوالشیخ علیہ الرحمہ، کتاب العظمہ، صفحہ ۵۵۳

۳۵۔ امام ابوالشیخ علیہ الرحمہ، کتاب العظمہ، صفحہ ۵۵۷

۳۶۔ امام ابوالشیخ علیہ الرحمہ، کتاب العظمہ، صفحہ ۵۶۰

۳۷۔ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ، مسند امام احمد، جلد ۳، صفحہ ۳۷۰

۳۸۔ امام ابوالشیخ علیہ الرحمہ، کتاب العظمہ، صفحہ ۵۷۳

۳۹۔ امام ابوالشیخ علیہ الرحمہ، کتاب العظمہ، صفحہ ۲۸۱

۴۰۔ امام ابوالشیخ علیہ الرحمہ، کتاب العظمہ، صفحہ ۲۳۱
تفسیر در منثور، جلد ۲، صفحہ ۲۶۱

۴۱۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمہ، صحیح البخاری، کتاب الجہاد

۴۲۔ امام علی متقی علیہ الرحمہ، کنز العمال، تفسیر در منثور، جلد ۳، ص ۲۹۷

۴۳۔ تفسیر ابن کثیر، سورۃ المعارج، جلد ۴، ص ۴۲۷، تفسیر در منثور، جلد ۶، ص ۲۶۳

۴۴۔ کتاب العظمہ، صفحہ ۲۵۹، تفسیر در منثور، جلد ۳، ص ۲۹۷

۴۵۔ کتاب العظمہ، ص ۲۸۲

۴۶۔ کتاب العظمہ، ص ۲۹۷

۴۷۔ کتاب العظمہ، ص ۲۹۸

۴۸۔ کتاب العظمہ، ص ۱۹۴

۴۹۔ کتاب العظمہ، ص ۱۹۷

۵۰۔ امام حاکم نیشاپوری علیہ الرحمہ، المستدرک، جلد دوم، ص ۴۹۲

۵۱۔ کتاب العظمہ، ص ۲۶۵

۵۲۔ کتاب العظمہ، ص ۲۶۷

۵۳۔ کتاب الضعفاء عقیلی، جلد اول، ص ۱۴۰، کامل ابن عدی، جلد دوم، ص ۳۰۳

۵۴۔ تفسیر در منثور، جلد ۴، ص ۳۷۳، کتاب العظمہ

۵۵۔ معارف امامت، حدیث نوار

۵۶۔ حدائق بخشش، حصہ اول، ص ۱۵۲

۵۷۔ ایضاً، صفحہ ۲۶